مرض وصحت اور اسلام

سید جلال الدین عمری

اب ہم شراب کے بارے میں الگ سے تھوڑی سی گفتگو کریں گے۔ فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ اضطرار میں شراب استعمال کی جاسکتی ہے لیکن امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اضطرار میں بھی شراب کے استعمال کو جائز نہیں قرار دیتے۔ فقہ مالکی میں کہا گیا ہے کہ اگر بھوک اور پیاس کی شدت سے موت کا خطرہ بھی پیدا ہو جائے تو شراب استعمال نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے کہ شراب گرم ہوتی ہے، اس سے بھوک اور پیاس میں اضافہ تو ہوتا ہے کمی نہیں آتی۔[۱]

علامہ ابوبکر جصاص حنفیؒ اس دلیل کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ شراب سے پیاس بجھتی ہے اور اس سے جان بچائی جاسکتی ہے۔ ہمارے علم میں ہے کہ ذمیوں میں بہت سے اشخاص عرصہ تک پانی کی جگہ صرف شراب پیتے رہتے ہیں۔ غرض یہ کہ شرابیوں کے بارے میں جو معلومات ہیں ان سے بہر حال اس کی تائید نہیں ہوتی۔ پھر یہ کہ بات اگر یہی ہے تو یوں کہنا چاہئے کہ شراب کے سلسلہ میں اضطرار کبھی پیدا ہی نہیں ہوتا۔[۲]

علامہ ابن عربیؒ نے جو خود بھی مالکی ہیں، مالکیہ کے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا ہے فرماتے ہیں، ابوبکر الابہری نے کہا ہے کہ اگر شراب بھوک اور پیاس کو دور کر دے تو اضطرار میں وہ

---

۱ احمدالدردیر الشرح الصغیر: ۴/۱۳۲ ۵ ۲ جصاص: احکام القرآن ۱/۱۵۰۔

پی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو (رجس) (ناپاک) کہا ہے لیکن ضرورت پر اسے مباح قرار دیا ہے۔ شراب کو بھی (رجس) کہا گیا ہے۔ اس لئے جس طرح وقت ضرورت خنزیر مباح ہو جاتا ہے اسی طرح شراب کو بھی مباح ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ شراب سے چاہے تھوڑی دیر ہی کے لئے سہی پیاس بھی بجھتی ہے اور بھوک بھی رفع ہوتی ہے۔[1]

آگے چل کر ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اگر یہ بات صحیح ہے کہ شراب سے پیاس نہیں بجھتی اور بھوک نہیں مٹتی تو بلاشبہ اضطرار میں وہ بھی حرام ہی رہے گی۔ لیکن اگر اس سے بھوک اور پیاس دور ہوتی ہے اور بظاہر یہی صحیح ہے تو ضرورت جس طرح دوسرے محرمات کو مباح کرتی ہے اسی طرح اسے بھی مباح قرار دے گی۔[2]

امام رازی نے اس خیال کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے۔ فرماتے ہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ دلیل نہیں بلکہ محض مکابری ہے۔[3]

حافظ ابن حجرؒ مالکیہ کے اس خیال کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ شوافع کا بھی صحیح ترین مسلک یہی ہے۔ لیکن اس علت کو ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ جو چیزیں گرم ہیں جیسے انگور اور منقہ تو صرف ان ہی سے بنی ہوئی شراب کو ممنوع ہونا چاہیئے باقی رہیں وہ چیزیں جو ٹھنڈی ہیں جیسے جو، تو ان سے بنی ہوئی شراب کو جائز ہونا چاہیئے۔[4]

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اضطرار میں بھی شراب کا پینا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس سے عقل اور ہوش ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں علامہ ابوبکر جصاص فرماتے ہیں کہ اس کا اصل مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اضطرار میں اسے تھوڑی سی مقدار میں استعمال کیا جائے جس سے کہ حواس اپنی جگہ باقی رہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟[5]

---

[1] ابن عربی: احکام القرآن ۱/۲۴ [2] حوالہ سابق [3] التفسیر الکبیر ۲/۹۳ [4] فتح الباری ۱۰/۴۶ [5] احکام القرآن ۱/۱۵۰ - ۱۵۱ -

مطلب یہ کہ اگر علت یہی ہے کہ اس سے ہوش وحواس باقی نہیں رہتے تو بحالت اضطرار اتنی مقدار میں اس کا استعمال ناجائز نہیں ہونا چاہیئے جس سے کہ ہوش باقی رہیں۔

امام شافعی کی دلیل کا امام رازی نے بھی یہی جواب دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ قیاس اور ظاہر سے قریب تر بات یہی ہے کہ اضطرار میں شراب حلال ہوجاتی ہے [1]

حالت اضطرار میں شراب کے عدم جواز پر ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ مردار اور خنزیر وغیرہ کی حرمت کے ذکر کے ساتھ اضطرار میں ان کے استعمال کی اجازت بھی دی گئی ہے لیکن شراب کے بارے میں کہیں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ بھی اضطرار میں پی جاسکتی ہے۔

جصاصؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جہاں بعض محرکات کے ذکر کے بعد اضطرار میں ان کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے وہیں عمومی الفاظ میں یہ صراحت بھی ہے وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ (اور اللہ نے جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں انہیں اس نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مگر جب تم ان کے کھانے پر مجبور ہوجاؤ تو یہ بھی حلال ہیں۔ الانعام: ۱۱۹) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی اضطرار میں حلال ہوجاتی ہیں۔ شراب بھی ان ہی چیزوں میں ہے جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے [2]

اس کے بعد ایک بڑی اصولی بات کہی ہے :-

واذا کان المعنی فی اباحۃ المیتۃ احیاء نفسہ باکلہا وخوف التلف فی ترکہا وذالک موجود فی سائر المحرمات وجب ان یکون حکمہا حکمہا	جب مردار کو مباح قرار دینے کی علت یہ ہے کہ اسکے کھانے سے انسان کی جان بچ جاتی ہے اور نہ کھانے سے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے تو یہ چیز سب ہی محرمات

[1] التفسیر الکبیر ۲/ ۹۲-۹۳۔ [2] ابن عربی مالکی نے بھی یہی بات ذرا مختلف انداز میں کہی ہے احکام القرآن ۱/ ۲۵۔

الوجود الضأ وساقہ واللہ اعلم [1]	میں موجود ہے اس لئے ضروری ہے کہ اضطرار میں مردار کا جو حکم ہے وہی ان سب محرمات کا بھی ہو۔

اس سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اضطرار میں جس طرح دوسرے محرمات کا استعمال جائز ہے اسی طرح شراب کا بھی استعمال جائز ہے۔ وہیں اسلامی شریعت میں انسانی جان کی قدر وقیمت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اس سے پورے مسئلہ کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اب آیئے براہ راست اس سوال پر غور کریں کہ دوا کے لئے شراب کا استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؛

طارق بن سوید جعفی کی روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب سازی کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپؐ نے انہیں اس سے منع فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ اسے دوا کے لئے بناتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا۔

انہ لیس بدواء ولکنہ داء [2]	وہ دوا نہیں ہے وہ تو بیماری ہے۔

فقہ مالکی میں کہا گیا ہے۔

لایجوز استعمال الخمر لدواء ولو خاف الموت لانہ لاشفاء فیہ [3]	شراب کا استعمال دوا کے لئے جائز نہیں ہے چاہے آدمی موت کا خطرہ کیوں نہ محسوس کرے اس لئے کہ اس میں شفا نہیں ہے۔

ایک طرف تو طارق بن سوید جعفی کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا کے لئے شراب استعمال نہیں کی جاسکتی، دوسری طرف قبیلہ عرینہ والوں کو بطور دوا اونٹ کا پیشاب پینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اس سے فقہ شافعی میں یہ استدلال کیا گیا ہے کہ دوا کے لئے شراب کا استعمال تو صحیح نہیں ہے البتہ دوسرے محرمات کا استعمال ہوسکتا ہے، چنانچہ اس حدیث کے

---

[1] حصاص۔ احکام القرآن ۱/۱۵۱ [2] مسلم، کتاب الاشربہ، باب تحریم التداوی بالخمر [3] الشرح الصغیر ۴/۵۰۲۔

ذیل میں امام نووی فرماتے ہیں!۔

فیہ التصریح بانھا لیست بدواء فیحرم التداوی بھا لانھا لیست بدواء فکانہ یتناولھا بلا سبب وھذا ھو الصحیح عند اصحابنا انہ یحرم التداوی بھا ؎

اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ شراب دوا نہیں ہے اس لئے اس سے علاج کرانا حرام ہے۔ گویا جو شخص دوا کے لئے اسے استعمال کرتا ہے وہ بلا وجہ استعمال کرتا ہے۔ یہی رائے ہمارے اصحاب (شوافع) کے نزدیک صحیح ہے یعنی یہ کہ اس سے دوا (علاج) کرنا حرام ہے۔

اس میں شک نہیں کہ شراب بہت سی اخلاقی اور جسمانی بیماریوں کی جڑ ہے اس لئے دوا کے لئے بھی عام حالات میں اس کا استعمال نہیں ہونا چاہئے لیکن سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ کسی مخصوص بیماری میں شراب بطور دوا مجبوراً استعمال کرنی پڑے اور اس کا کوئی بدل ہمارے پاس موجود نہ ہو۔ ہمارے خیال میں قبیلۂ عرینہ کے واقعے سے جس طرح دوا کے لئے دوسرے محرمات کے استعمال کا جواز نکلتا ہے اسی طرح شراب کے استعمال کا جواز نکلتا ہے۔

امام خطابی کے نزدیک حدیث عرینین سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کہ شراب بھی علاج کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے انھوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور (اونٹ کے) پیشاب کے درمیان فرق کیا ہے۔ شراب کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور اونٹ کے پیشاب کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ جن دو چیزوں کے درمیان آپؐ نے فرق کیا ہے ان کو ایک کر دینا صحیح نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ دوا کیلئے جس طرح شراب کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح اصولی طور پر دوسرے محرمات کے استعمال سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی بعض روایات گزر چکی ہیں اور بعض آگے آ رہی ہیں، لیکن اس کے باوجود جب دوا کیلئے وہ مباح ہو سکتے ہیں تو شراب کو بھی کو لیظاہر مباح ہونا چاہیئے صرف شراب کے سلسلے میں یہ اصرار کہ وہ دوا علاج کیلئے بھی مباح نہیں کچھ زیادہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

؎ شرح مسلم ۱۶۳/۲۔

شراب اور اونٹ کے پیشاب میں فرق کی وجہ امام خطابی یہ بیان کرتے ہیں کہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے لوگ اس کے عادی تھے، اسے پیتے اور کیف وسرور محسوس کرتے تھے۔ یوں کہنا چاہیئے کہ اس کے رسیا اور متوالے تھے۔ اس کا ترک کرنا ان کیلئے دشوار تھا اس لئے فطری طور پر اس معاملہ میں سختی کی گئی تاکہ وہ بیماری اور علاج کے بہانہ سے اسے جائز نہ قرار دے لیں۔ یہ بات اونٹ کے پیشاب کے سلسلہ میں نہیں پائی جاتی۔ طبیعت از خود اس سے نفرت اور کراہت محسوس کرتی ہے۔ اگر اسے وقتی ضرورت جائز قرار دیا جائے تو اس کا امکان نہیں ہے کہ لوگ کسی بہانہ سے اس کا استعمال شروع کردیں۔

امام خطابی شافعی ہیں ؎ اور شوافع کے نزدیک حلق میں اگر لقمہ پھنس جائے اور کوئی حلال مشروب موجود نہ ہو تو شراب کے ذریعہ اسے اتارا جاسکتا ہے حالانکہ مرض کے بہانہ شراب پینے کا جتنا امکان ہے اس سے زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ حلق میں لقمہ پھنس جانے کے بہانہ آدمی شراب پی بیٹھے۔ امام خطابی کی اس توجیہ کو اگر مان لیا جائے تو شراب کو کسی حال میں جائز نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر یہ کہ اس توجیہ کو شراب کے علاوہ دوسرے محرمات پر بھی منطبق ہونا چاہیئے مثال کے طور پر جو غیر مسلم خنزیر کے گوشت کا عادی ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں محسوس کرتا اسلام لانے کے بعد بھی اسے اضطرار میں یا بطور دوا اس کے استعمال کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے تاکہ اس بہانہ سے وہ اسے پھر کھانے نہ لگے۔

حافظ ابن حجرؒ دوا کے طور پر ناپاک چیزوں کے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں البتہ شراب اور منشیات کے استعمال کو صحیح نہیں مانتے۔ انھوں نے شراب اور دوسری نجس چیزوں کے درمیان کئی پہلوؤں سے فرق کیا ہے۔ اس پر بھی ہم تھوڑی سی گفتگو کریں گے۔ فرماتے ہیں:-

---

؎ : خطابی : معالم السنن ۴/۳ ۲۲ – ۴ ۲۲ ؎ ابن عماد حنبلی: شذرات الذہب ۳/۱۲۸۔

۱۔ حالت اختیار میں شراب کے استعمال سے حد واجب ہو جاتی ہے، کسی نجس چیز کے استعمال سے حد واجب نہیں ہوتی۔

بلاشبہ یہ ایک فرق ہے لیکن اس فرق کی وجہ سے کیا یہ کہا جائے گا کہ شراب کی حرمت دوسرے محرمات سے زیادہ شدید ہے کیا اس کی اہمیت مَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اور خنزیر سے بھی زیادہ ہے علاوہ ازیں یہاں بحث حالت اختیار کی نہیں اضطرار اور طبی ضرورت کی ہے سوال یہ ہے کہ اس صورت میں شراب اور دوسرے محرمات کے درمیان فرق کی مضبوط بنیاد کیا ہے؟

۲۔ دوسرا فرق یہ بیان کیا ہے کہ شراب کے استعمال سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

مفاسد سب ہی محرمات میں ہیں ان سے کوئی بھی چیز خالی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود جب بوقت ضرورت ان سے علاج ہوسکتا ہے تو شراب سے کیوں نہیں ہوسکتا؟ شراب کے ممنوع ہونے کی اصل علت اس کے مفاسد ہی ہیں تو اس کا استعمال کم ازکم اس وقت تو جائز ہونا ہی چاہیئے جب کہ یہ مفاسد نہ پیدا ہوتے ہوں اور کوئی طبی ضرورت لاحق ہو۔

۳۔ جاہلیت میں عربوں کا یہ اعتقاد تھا کہ شراب میں شفا ہے۔ شریعت نے ان کے اعتقاد کی تردید کی ہے۔

اس سے بڑا غلط عقیدہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ آدمی خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے اور اس کے نام پر جانور ذبح کرے۔ جب اضطرار میں یہ ذبیحہ بھی حلال ہو جاتا ہے تو پھر شراب ہی کے بارے میں یہ اصرار کیوں کیا جائے کہ وہ اضطرار میں یا طبی ضرورت میں استعمال نہیں ہوسکتی۔

۴۔ اونٹوں کے پیشاب کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے معدہ کے فساد کی اصلاح ہوتی ہے لہذا جس چیز کا دوا ہونا روایت سے ثابت ہے اس پر کسی ایسی چیز کو قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا جس کے بارے میں صاف کہا گیا ہے کہ وہ دوا نہیں ہے [1]

حافظ ابن حجر نے یہ روایت ابن منذر کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ یہ مسند احمد میں بھی ہے، مسند کے الفاظ یہ ہیں:

ان فی ابوال الابل والبانها　　جن لوگوں کو فساد معدہ اور سوء ہضم کی شکایت
شفاء للذربة بطونهم [2]　　ہو انکے لئے اونٹ کے پیشاب اور دودھ میں شفا ہے

اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کا دودھ اور پیشاب پیٹ کی بعض بیماریوں میں مفید ہے اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر کسی بیماری میں شراب کی افادیت بھی ثابت ہو جائے تو اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

احناف نے "خمر" (شراب) اور دوسری منشیات کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان کے نزدیک انگور کے اس خام افشردہ کو خمر کہا جاتا ہے جو نشہ آور ہو جائے، اسے پکا کر نشہ آور بنایا جائے تو بھی اسے خمر نہیں کہا جائے گا۔ اسی طرح دوسری منشیات پر بھی خمر کا اطلاق نہیں ہوگا۔ فقہ حنفی میں ان دونوں کے احکام میں فرق کیا گیا ہے۔ مثلاً شراب کی حرمت قطعی ہے اور دوسرے مسکرات کی اجتہادی۔ اس لئے ان کی حرمت شراب کی حرمت سے ہلکی ہے۔ شراب کی حرمت کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور دوسرے مسکرات کی حرمت کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا، شراب کا ایک قطرہ بھی حرام ہے، چاہے اس سے سکر پیدا ہو یا نہ ہوا اور اس پر حد بھی واجب ہو جائے گی۔ دوسرے مسکرات پر حد اس وقت واجب ہوگی جب کہ ان سے نشہ پیدا ہو جائے۔ [3]

---

[1] فتح الباری: ۱۰/۲۳۵ [2] مسند احمد بتحقیق احمد محمد شاکر ۴/۲۳۵ - ۲۳۶ قال صحیح الاسناد۔
[3] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہدایہ۔ کتاب الاشربہ ۴/۸۹ - ۹۴ دوسرے فقہاء کے نزدیک ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔ اس کا استعمال تھوڑا ہو یا بہت حرام ہے اس پر حد بھی واجب ہو جاتی ہے تفصیل کیلئے دیکھی جائے نیل الاوطار ۹/۶۵ - ۶۷۔

شراب سے علاج کے بارے میں ہدایہ میں ہے :-

ویکرہ شرب دردی الخمر والامتشاط بہ لان فیہ اجزاء الخمر والانتفاع بالمحرم حرام ولہذا لایجوز ان یداوی بہ جرحا او دبر دابۃ ولا ان یسقی ذمیا ولا ان یسقی صبیا للتداوی والوبال علی من سقاہ وکذا الکل لایسقیہا الدواب [۱]	شراب کا تلچھٹ پینا اور بالوں کی چمک کیلئے اسے سر میں لگانا اور کنگھی کرنا مکروہ تحریمی ہے اسلئے کہ اس میں شراب کے اجزاء ہوتے ہیں اور حرام چیز سے فائدہ اٹھانا حرام ہے اسی وجہ سے اسے کسی زخم پر لگانا یا جانور کے زخم اور خراش کا علاج کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح ذمی کو پلانا بھی جائز نہیں ہے اور چھوٹے بچہ کو بھی پلانا ناجائز ہے۔ اگر پلائے تو وبال اس شخص پر ہوگا جو اسے پلائے

یہ ایک عام اصول ہے کہ حرام سے فائدہ اٹھانا حرام ہے۔ اسی ذیل میں شراب سے سے استفادہ کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اصول میں استثنائی صورتیں بھی ہوسکتی ہیں۔ ہمارے خیال میں ایک استثنائی صورت طبی ضرورت بھی ہے جب کہ اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو۔

مالکیہ اور شوافع دوا کے لئے تو شراب اور مسکرات کے استعمال کو صحیح نہیں سمجھتے لیکن حلق میں اگر لقمہ پھنس جائے تو مجبوری میں شراب کے ذریعہ بھی اسے حلق سے اتارا جاسکتا ہے۔ چنانچہ فقہ مالکی میں ہے :-

وجاز لاساغۃ غصۃ ان خاف الھلاک ولم یجد غیرہ ای المسکر فلہ ساغۃ علی الراجح [۲]	حلق میں کوئی چیز پھنس جانے کی وجہ سے ہلاکت کا ڈر ہو اور منشیات کے علاوہ کوئی چیز موجود نہ ہو تو راجح قول کے مطابق انہیں وہ پی سکتا ہے۔

---

[۱] ہدایہ ۴/۴۹۶ - [۲] الشرح الصغیر ۴/۵۰۲۔

امام نووی فرماتے ہیں:۔

الصحیح عند اصحابنا انہ یحرم التداوی بھا وکذا یحرم شربھا واما اذا غص بلقمۃ ولم یجد ما یسیغھا بہ الا خمرا فیلزمہ الاساغۃ بھا لان حصول الشفاء بھا حینئذ مقطوع بہ بخلاف التداوی[1]

ہمارے اصحاب (شوافع) کے نزدیک شراب سے علاج کرانا حرام ہے اسی طرح پیاس کی شدت میں اس کا پینا بھی حرام ہے۔ لیکن اگر کسی کے حلق میں لقمہ پھنس جائے اور اسے اتارنے کیلئے کوئی چیز سوائے شراب کے اسے دستیاب نہ ہو تو اس کیلئے شراب ہی سے لقمہ اتارنا ضروری ہے اس لئے کہ اس صورت میں شفاء کا حصول یقینی ہے برخلاف دوا کے، اس میں یہ یقین نہیں پایا جاتا۔

فقہ حنفی میں بھی حلق میں اگر کوئی چیز پھنس جائے تو وقت ضرورت شراب کے ذریعہ اسے اتارا جا سکتا ہے اسی طرح (اضطرار میں) شراب کے ذریعہ پیاس بھی بجھائی جا سکتی ہے صاحب درمختار علامہ علاء الدین حصکفی کے نزدیک یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مباحات سے علاج نہ ہو سکے تو محرمات سے ہو سکتا ہے۔

علامہ ابن عابدین کہتے ہیں کہ یہ استدلال کمزور ہے اس لئے کہ شراب کے ذریعہ لقمہ کا اتارنا یا پیاس بجھانا اس لئے جائز ہے کہ اس سے انسان کی زندگی کا بچ جانا یقینی ہے۔ اسی وجہ سے ان حالات میں قدرت کے باوجود اگر کوئی شخص شراب نہ استعمال کرے تو گناہ گار ہوگا۔ علاج کا معاملہ مختلف ہے (محرمات کیا معنی) مباحات سے بھی اگر وہ علاج نہ کرائے تو گناہ گار نہ ہوگا اس لئے کہ دوا سے زندگی کا بچنا غیر یقینی ہے[2]

امام نووی اور علامہ ابن عابدین وغیرہ کی یہ توجیہ کچھ زیادہ وزنی نہیں ہے۔ اگر اضطرار میں شراب کے ذریعہ حلق سے لقمہ اتارنے کی اجازت ہے تو اس طرح کا اضطرار بیماری میں

---

[1] شرح مسلم ۲/۱۶۳　[2] ردالمختار علی الدر المختار ۵/۳۴۳۔

میں بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ اس وقت اسے جائز ہونا چاہئے۔ بعض بیماریوں میں موت اتنی ہی یقینی ہوسکتی ہے جتنی کہ حلق میں لقمہ پھنس جانے سے ہوتی ہے۔ اس کا علاج بھی اتنا ہی یقینی ہوسکتا ہے جتنا کہ شراب کے ذریعہ حلق میں پھنسی ہوئی چیز کا نیچے اتر جانا۔

امام رازی نے ان لوگوں کے مسلک کو قوی قرار دیا ہے جو اضطرار میں شراب کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک علاج کے سلسلہ میں بھی اگر اضطرار پیدا ہوجائے تو اسے جائز ہونا چاہئے۔ ان کا رجحان یہ ہے کہ طبی ضرورت کے تحت بھی اس کا استعمال ہوسکتا ہے [۱]

شراب کے علاوہ دوسرے مسکرات پر علامہ ابن عابدین نے کئی مقامات پر بحث کی ہے ذیل میں اس کا خلاصہ ہم دے رہے ہیں:

مائعات جو مسکر پیدا کرتے ہیں ان کے بارے میں فقہ حنفی کا فتویٰ یہ ہے کہ اس کا استعمال تھوڑا ہو یا بہت سب ہی حرام ہے غیر مائعات جیسے بھنگ افیون حشیش وغیرہ کی حیثیت مباح دواؤں کی ہے لیکن ان کا اس مقدار میں استعمال کہ اس سے سکر پیدا ہوجائے حرام ہے۔ [۲]

ان چیزوں کا تھوڑی سی مقدار میں بھی محض کیف و سرور اور لہو ولعب کے لئے استعمال صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر سکر نہ پیدا ہو تو دوا کے لئے استعمال ہوسکتا ہے۔ [۳]

تتارخانیہ میں ہے کہ کسی عضو کو مثال کے طور پر آکلہ جیسے مرض میں جس میں جسم کا کوئی حصہ گلنے لگتا ہے، کوئی عضو کاٹنے کے لئے نشہ آور چیز کا پینا جس سے کہ آدمی بے ہوش ہوجائے غلط نہیں ہے۔ یہ بات گو بغیر کسی قید کے مطلق کہی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ یہ قید بڑھانی چاہئے کہ وہ شراب نہ ہو۔ [۴]

---

[۱] التفسیر الکبیر ۲/۲ ۹-۹۳۔ [۲] رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۰۲، ۳۰۴۔ [۳] حوالہ سابق ص ۴۰۴۔۴۰۵ [۴] حوالہ سابق ص ۴۰۸

اس خاص صورت میں بعض دوسرے علماء نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دوا کے طور پر مسکرات کے استعمال کو ایک صورت میں جائز قرار دیا ہے جب کہ آکلہ جیسے مرض میں کسی عضو کو کاٹنے کے لئے بے ہوش کرنا پڑے۔ امام نووی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ یہ متعین ہو جائے کہ دوسرے اعضار جسم کو باقی رکھنے کا یہی ایک ذریعہ ہے اور بے ہوش کرنے والی کوئی دوسری چیز موجود نہ ہو۔ [۱]

ابن حجر مکی (شافعی)، ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص افیون کا اس قدر عادی ہے کہ اس کے اچانک چھوڑنے سے اپنی ہلاکت کا اسے خطرہ ہو تو اس کا استعمال اس کے لئے حلال بلکہ واجب ہے۔ جان بچانے کے لئے جس طرح مردار کا کھانا ضروری ہے اسی طرح افیون کا استعمال بھی ضروری ہو جائے گا۔ لہذا ایسے شخص کو تبدریج اسے چھوڑنا چاہیئے تاکہ معدہ عادی ہو جائے اگر وہ اچانک چھوڑ کر زندگی کو خطرہ میں ڈال دے تو گناہ گار ہوگا۔ فقہ حنفی میں بھی اس کی تائید کی گئی ہے۔ [۲]

ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کے علاوہ دوسرے مسکرات کا مسئلہ اختلافی ہے۔ دوا کے لئے ان کے استعمال کی بڑی گنجائش ہے۔

امام ابن حزم ظاہری اس بات کے قائل ہیں کہ دوا کے لئے محرمات کا استعمال ہو سکتا ہے۔ وہ دوا کے لئے شراب کے استعمال کو بھی صحیح سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کے ایک راوی پر تنقید کی ہے جس میں آتا ہے کہ شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے [۳] اس کے بعد فرماتے ہیں اگر یہ صحیح ثابت بھی ہو جائے تو اس میں ان لوگوں کے لئے دلیل نہیں ہے جو محرمات کے ذریعہ علاج کو جائز نہیں سمجھتے کیوں کہ حدیث یہ کہتی ہے کہ شراب دوا نہیں ہے

---

[۱] فتح الباری ۱۰/۴۴۔ [۲] قال الرملی (قواعدنا لا تخالفہ) رد المحتار علی الدر المختار ۵/ ۴۰۸۔ [۳] حدیث صحیح ہے۔ تنقید صحیح نہیں ہے۔

اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو چیز دوا نہیں ہے اگر وہ حرام ہے تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ اختلاف تو دوا کے سلسلہ میں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ دوا کے لئے محرمات کا استعمال غلط ہے۔ اس لئے کہ ہم لوگ بھی اور مالکیہ بھی اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر حلق میں کوئی چیز پھنس جائے اور شراب کے علاوہ کوئی دوسری چیز اسے اتارنے کے لئے موجود نہ ہو تو شراب استعمال کی جاسکتی ہے اسی طرح احناف اور شوافع کے نزدیک پیاس کی شدت میں جب کہ اس سے جان پر بن آئے، شراب کا پینا جائز ہے۔ دیکھو دواہی کے لئے شراب کیسے حرام ہو گئی؟» سلہ

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ یہ بات پوری صحت کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کو کھجلی، جوؤں اور تکلیف کی وجہ سے بطور علاج ریشم کا لباس پہننے کی اجازت دی تھی لہٰذا مخالفین کے سارے دلائل ساقط ہو گئے سلہ

اب ہم ان احادیث پر تھوڑی سی بحث کرنا چاہتے ہیں جن میں محرمات کے ذریعہ علاج سے منع کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں — کہ میری ایک لڑکی بیمار ہوئی تو میں نے اس کے لئے کوزہ میں نبیذ بنائی اس پر کچھ وقت گزرا تو، اس میں جھاگ آنے لگا اور وہ نشہ آور ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے۔؟ میں نے پوری بات بتائی۔ آپؐ نے فرمایا۔

ان اللہ لم یجعل شفاءکم فی ما حرم علیکم سلہ — اللہ نے جو چیز تمہارے لئے حرام کی ہے اس میں تمہاری شفا بھی نہیں رکھی ہے۔

سلہ ابن حزم: المحلی ۱/۱۷۶ سلہ حوالہ سابق ص ۷۷ سلہ بیہقی: السنن الکبری ۱۰/۵ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اخرجہ ابویعلیٰ وصححہ ابن حبان فتح الباری ۱۰/۴۹ اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے ایک جگہ ابوداؤد کی طرف بھی منسوب کیا ہے فتح الباری ۱/۲۲۵ یہ غالباً سہو ہے بلوغ المرام میں فرماتے ہیں اخرجہ البیہقی وصححہ ابن حبان باب حد الشارب وبیان المسکر تلخیص الحبیر میں بیہقی اور ابن حبان ہی کا حوالہ ہے۔ ۴/۴۷ - ۷۵۔

اسی طرح کے ایک واقعہ کے سلسلہ میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے بھی یہی بات فرمائی ہے۔ شقیقؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو پیٹ کی تکلیف ہوئی جسے ،صفر، کہا جاتا ہے اس کے لئے کوئی نشہ آور چیز تجویز کی گئی۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے اس کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا۔

ان اللہ لم یجعل شفاءکم فی ماحرم علیکم [۱]	اللہ نے جو چیزیں تمہارے لئے حرام قرار دی ہیں ان میں تمہاری شفا بھی نہیں رکھی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ اس کا تعلق خاص شراب سے ہے ،شراب ہی کے حکم میں دوسرے مسکرات بھی آجاتے ہیں ان کے علاوہ دیگر محرمات سے اس کا تعلق نہیں ہے اس لئے کہ یہ بات اسی سیاق میں آئی ہے۔ [۲]

اس میں شک نہیں کہ یہ روایات شراب ہی کے سیاق میں آئی ہیں لیکن ان کے الفاظ عام ہیں۔ حقیقت میں یہاں ایک اصول کلیہ بیان ہوا ہے کہ کسی بھی حرام چیز میں شفا نہیں ہے اس میں اس اضطراری کیفیت سے بحث نہیں ہے جب کہ محرمات بھی مباح ہو جاتے ہیں حضرت ام سلمہؓ کی روایت کے ذیل میں علامہ مناوی لکھتے ہیں۔

والکلام فی غیر حال الضرورۃ فیحل التداوی بالمسکر ان تعین وفی الخانیۃ للحنفیۃ انما قال المصطفٰی ذالک فی مالا شفاء فیہ فما فیہ شفاء فلا باس بہ [۳]	یہ بات اس وقت ہے جب کہ مجبوری نہ ہو لیکن اگر یہ طے ہو جائے کہ علاج مسکرات ہی سے ہو سکتا ہے تو جائز ہے حنفیہ کی کتاب ،خانیہ، میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان محرمات

کے بارے میں فرمائی ہے جن میں شفاء نہیں ہے جن میں شفاء ہے ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے

---

[۱] حاکم ، مستدرک ۲۱۸/۴ بیہقی السنن الکبریٰ ۵/۱۰ حافظ ابن حجرؒ نے اسے ابن ابی شیبہ ،طبرانی ،احمد داؤد بن نصیر الطائی وغیرہ سے نقل کیا ہے اور اس کی سندوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ فتح الباری ۶۳/۱۰۔ مزید ملاحظہ ہو۔ التلخیص الحبیر ۷۴/۴ - ۷۵ ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول بخاری میں تعلیقاً آیا ہے۔ کتاب الاشربہ ، باب شرب الحلواء والعسل۔ [۲] فتح الباری ۲۳۵/۱۰ [۳] التیسیر بشرح الجامع الصغیر ۲۵۹/۱

فقہ حنفی میں اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا علاج رکھا ہے۔ اگر یہ علاج کسی حرام چیز سے ہو تو اس کی حرمت ختم ہو جائے گی اور وہ تمہارے لئے مباح قرار پائے گی۔ اس لئے کہ کسی حرام چیز میں اللہ نے تمہاری شفا نہیں رکھی ہے۔[1]

امام رازی فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے نزدیک محرمات سے علاج جائز نہیں انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، لیکن جواز کے قائلین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ استدلال اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ محرمات کا استعمال علاج کے لئے حرام ہے حالانکہ بحث اسی میں ہے کہ وہ اس وقت حرام بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔[2]

علامہ ابن حزم اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ بھوک کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو تو مردار اور خنزیر بھی یقینی طور پر حلال ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بھوک میں جو جان لیوا ہو ہماری شفا ان چیزوں میں رکھ دی ہے جو عام حالات میں حرام ہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب تک کوئی چیز حرام ہے بلاشبہ ہمارے لئے اس میں کوئی شفا نہیں لیکن جب ہم اس کے لئے مجبور ہو جائیں تو اس وقت وہ حرام نہیں رہے گی اور حلال ہو جائے گی۔ اس صورت میں یقیناً وہ ہمارے لئے باعث شفا بھی ہوگی۔ حدیث کا بظاہر یہی مفہوم ہے۔[3]

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے:۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدواء الخبیث [4]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دوا کے استعمال سے منع فرمایا ہے جو خبیث ہو

علامہ خطابی کہتے ہیں کہ دوا شرعی لحاظ سے بھی خبیث ہو سکتی ہے اور ذوقی لحاظ سے بھی۔ جس دوا میں حرام چیز شامل ہو جیسے شراب یا غیر ماکول اللحم جانوروں کا گوشت

---

[1] ردالمحتار علی الدرالمختار ۵/۲۴۳ [2] التفسیر الکبیر ۲/۹۲ [3] ابن حزم المحلی ۱/ [4] ابو داؤد کتاب الطب، باب فی الادویۃ المکروہۃ۔

یا کسی جانور کا پیشاب اور فضلہ، جیسے بعض اوقات اطبا بعض بیماریوں میں تجویز کر دیتے ہیں یہ ساری چیزیں خبیث اور نجس ہیں۔ ان کا استعمال حرام ہے سوائے اونٹ کے پیشاب کے جس کی تخصیص سنت نے کر دی ہے .... دوا اپنے ذائقہ اور لذت کے لحاظ سے بھی خبیث ہو سکتی ہے، اس طرح کی دواؤں کے استعمال میں طبیعت چونکہ کراہت اور ناگواری محسوس کرتی ہے، ہو سکتا ہے کہ اسے آپؐ نے ناپسند فرمایا ہو۔ عام طور پر دوائیں تلخ اور ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔ البتہ بعض ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو گوارا کیا جا سکتا ہے [۱]

دواء خبیث کی دوسری توجیہہ زیادہ اہم نہیں ہے اس لئے کہ اگر یہ توجیہہ صحیح ہے تو گویا اس میں شرعی حرمت کا بیان نہیں ہے بلکہ صرف طبعی کراہت کا ذکر ہے۔ اس کا ہماری بحث سے براہ راست تعلق نہیں ہے۔ البتہ پہلی توجیہہ اس سے تعلق رکھتی ہے۔

امام ابن تیمیہ کے نزدیک بھی خبیث سے مراد شراب اور دوسرے محرمات ہیں۔ گویا حدیث میں ان کے ذریعہ علاج سے منع کیا گیا ہے [۲]

ہمارے نزدیک اس حدیث میں بھی ایک عام اصول بیان کیا گیا ہے۔ اس سے طبی ضرورت مستثنیٰ ہوگی۔ سابقہ بحث کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ کوئی بھی خبیث چیز جب اضطرار میں استعمال کی جائے تو وہ خبیث نہیں رہتی۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت جائز کر دے وہ اس وقت خبیث نہیں بلکہ حلال اور طیب ہو جاتی ہے [۳]

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے:-

ان اللہ عز وجل انزل الداء و الدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام۔	اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں اتاری ہیں اور ہر بیماری کی دوا رکھی ہے پس تم علاج کراؤ لیکن حرام چیز سے علاج نہ کراؤ۔

---

[۱] معالم السنن ۴/۲۲۱ [۲] ملاحظہ ہو۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ۴/۲۲۸ [۳] المحلی ۱/۱۷۶

اس حدیث کا اور "نہی عن الدواء الخبیث" کا ذکر کرکے امام بیہقی فرماتے ہیں

ھذان الحدیثان ان صحا فیحملان علی النھی عن التداوی بالمسکر او علی التداوی بکل حرام فی غیر حال الضرورۃ لیکون جمعاً بینھما دبین حدیث العرنیین واللہ اعلم ۱؎	یہ دونوں حدیثیں اگر صحیح ہیں تو ان کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ جب مجبوری کی حالت نہ ہو تو کسی نشہ آور چیز سے یا کسی بھی حرام چیز سے علاج کرانا منع ہے اس طرح ان روایتوں میں اور قبیلہ عرینہ سے متعلق حدیث میں تطبیق ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

مطلب یہ کہ ان حدیثوں سے عام حالات میں محرمات سے علاج کی ممانعت نکلتی ہے۔ حدیث عرنیین بتاتی ہے کہ مجبوری میں محرمات سے بھی علاج ہوسکتا ہے۔

بعض روایتوں میں دواء خبیث کی تشریح میں "یعنی السّم" کے الفاظ آتے ہیں۲؎ سم زہر کو کہا جاتا ہے زہر مطلقاً حرام نہیں ہے۔ اس کے ضرر سے بچتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو تو فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۳؎ علماء نے لکھا ہے کہ دوا کے لئے بقدر ضرورت زہر کا استعمال ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اس کا تھوڑا یا بہت استعمال ناجائز ہے۔ اس لئے کہ یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔۴؎

اس سلسلہ کی آخری گزارش یہ ہے کہ دوا کے لئے محرمات سے فائدہ اٹھانے کا مسئلہ بڑا ہی اہم اور نازک ہے۔ اس معاملہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے انسان اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حدود سے تجاوز کر بیٹھے گا۔ اس لئے اسے ہر شخص کے اختیار تمیزی پر نہیں چھوڑا جاسکتا کہ وہ جب چاہے علاج کے لئے یا علاج کے نام پر

۱؎ السنن الکبری ۱۰/۵ ۲؎ ترمذی، ابواب الطب، باب من قتل نفسہ بسم او غیرہ ابن ماجہ ابواب الطب، باب النہی عن الدواء الخبیث ۳؎ فتح الباری ۱۰/۲۴۹ ۴؎ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نیل الاوطار ۹/۹۴

محرمات کا استعمال شروع کردے۔ اس لئے حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:۔

۱۔ آدمی کسی بھی حرام چیز کو بطور دوا استعمال کرنے سے پہلے دیانت داری کے ساتھ اور اچھی طرح تحقیق کرے کہ مباحات میں اس کا کوئی بدل ہے یا نہیں۔ اگر مباحات سے علاج ہو سکے تو محرمات سے احتراز کرے۔

۲۔ اس معاملہ میں ہر کس و ناکس کی رائے پر نہیں بلکہ صرف ان ڈاکٹروں اور حکیموں کی رائے پر اعتبار کیا جائے جو اپنے فن میں ماہر ہونے کے ساتھ خدا ترس اور متقی ہوں۔

۳۔ مسلمان حکیموں اور ڈاکٹروں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مباحات ہی کے ذریعہ علاج کی پوری کوشش کریں۔ اگر اس میں ناکام ہوں تو محرمات سے بقدر ضرورت ناگزیر اٹھائیں۔ اس کے ساتھ انہیں محرمات کا بدل بھی ڈھونڈتے رہنا چاہیے یہ ان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

اسلام کا نظام مساجد

تالیف مولانا محمد ظفیر الدین صاحب رفیق ندوۃ المصنفین

نظام مساجد کے تمام گوشوں پر ایک جامع اور مکمل کتاب جس میں مسجدوں کے مسائل پر اس انداز سے بحث کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان گھروں کے احترام، اہمیت، عظمت اور افادیت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے کتاب کا تعارف فاضل عصر مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے کرایا ہے۔ جو پڑھنے کے لائق ہے　　تقطیع ۲۰×۲۶/۸　صفحات ۲۲۴　قیمت -/۲۰ روپے

مکتبہ برہان :۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ملا